UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

عہد رسالت میں دیگر مذاہب کے ساتھ سماجی تعلقات

Social Contacts with other Religions in the Era of Holy Prophet

Irshad Ullah
Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Gomal University, D.I. Khan, PÉkistÉn
Email: irshadullah7850@gmail.com

Dr. Abdul Majeed
Assistat Professor, Department of Islamic Studies, Gomal University, D.I. Khan, PÉkistÉn
Email: majeedi@gmail.com

Abstract:
Islam is completely according to the demands of nature. It guides us about every field of life. It's obvious that every creation belongs to Allah Almighty. It's also obvious that all humans are equal. That's why, feelings like pity, sympathy, faithfulness and kindness arise in humans. Islam has unambiguously introduced its constitution that argues muslims to treat non-muslims kindly even when they are enemy. This constitution is not only chartaceous rather it has its practical enforcement history. Our prophet (pbuh) always dealt non-muslims with his supreme behavior. It is obvious that our prophet (pbuh) always showed his kind-heartedness for the non-muslims as well as muslims. Our prophet (pbuh) always accepted their invitations and gifts, visited their people who were sick and gave alms to the non-muslims. Its bright history is witness that Islam has been protectionist of non-muslims since its very beginning. Islam is never concerned with their beliefs. The verses of Holy Quran clealy discuss that how to maintain the relationship with non-muslims. History is witness that whatever the situation was, Islam ever argued the muslims to treat them kindly. The social contact with other religion in the era of Holy Prophet (pbuh) is tried to discussed in this essay.

Keywords: *social, relationship, other religion, era of Holy Prophet ,situation*

دین اسلام نے دین فطرت کے ناطے اپنی تعلیمات میں زندگی کے ہر شعبے کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عیال اللہ کے الفاظ سے ذکر فرمایا اور ان الفاظ کے ذریعے سے اپنی امت کے افراد کو یہ پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مخلوق کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔انسانیت کے رشتے کے حوالے سے ساری قومیں انسانیت میں شامل ہیں ، جہاں انسانیت کی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

بات آئے گی وہاں ان کے ساتھ ہمدردی، خیر خواہی، رواداری وغیرہ میں کوئی کوتاہی نہیں کی جائے گی۔قرآن کریم نے اس سلسلے میں یہ عظیم اور اساسی اصول بیان کیا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤاور لین دین میں اصل یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کارو یہ اختیار کیا جائے اور ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے میں اس وقت تک ہاتھ نہ کھینچا جائے جب تک ان کی طرف سے کھلی دشمنی اور عہد شکنی کا عملی مظاہرہ نہ ہو۔قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے:

"لَا يَنْهٰكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ". [1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمھیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

کلام الٰہی کا یہ قانون محض کاغذی قانون اور پڑھنے کی حد تک نہیں ہے، بلکہ اس کے عملی نفاذ کی ایک شاندار تاریخ بھی موجود ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ دیگر اہل مذاہب کے ساتھ حسن سلوک اور بہترین سماجی تعلقات استوار کیے رکھے۔غیر مسلموں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کارویہ اختیار کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تحفے تحائف دیے اوران کے تحفے لیے اور دعوتیں بھی قبول فرمائیں ۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر مسلم مریضوں کی بیمار پرسی بھی فرماتے، نیز دیگر مذاہب کے افراد پر صدقہ وخیرات بھی کرتے تھے ۔

آخرت کے انجام کے اعتبار سے اہل اسلام اور دیگر مذاہب کے اپنے اپنے نظریات، افکار اور عقائد وخیالات ہیں، البتہ اس دنیامیں دنیاوی معاملات میں دیگر مذاہب کے ساتھ بہتر سماجی تعلقات کا دین اسلام ہمیشہ سے حامی رہا ہے۔قرآن کریم میں اس کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے: (لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ) [2]

ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔

تاریخ اس بات کی شاہد رہی ہے کہ نسلی، مذہبی اور سیاسی تعصّبات اور زیادتیوں کے شکار دوسرے مذاہب کے لوگوں نے ہمیشہ اسلامی مملکت اور اسلام کے پیروکاروں کو ہی محفوظ ٹھکانہ اور جائے پناہ پایا ہے۔

مکی دور میں دیگر اہل مذاہب کے ساتھ سماجی تعلقات:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت سے پہلے بھی عمومی طور پر تمام انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ فرمایا۔اس بات کا اندازہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بیان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپس آکر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس معاملے پر بات فرمائی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کے تم زندگی بھر لوگوں کی مدد کرتے رہے ہو، غریبوں محتاجوں بیواؤں اور یتیموں کی پرورش کرتے رہے ہو، اس لئے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔یقینا اللہ تعالیٰ تمہیں شیطان کے حوالے نہیں کرے گا۔اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ورقہ بن نوفل نے یہ واقعہ سن کر کہا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اگر یہ سچ ہے تو یہ ناموس موسی علیہ السلام کے مماثل ہے۔جب تمہاری قوم تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے گی اور تمہیں اپنے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

شہر سے نکال دے گی تو اس وقت اگر میں اس وقت زندہ رہا تو میں تمہارا ساتھ دوں گا اور تمہاری مصیبتوں کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔

چنانچہ بعثت کے بعد جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا شروع کیا تو اکثر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف ہو گئے حتیٰ کہ جانی دشمن بھی بن گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق اور امین کا لقب دینے والے اب شاعر، کاہن اور نعوذ باللہ کاذب کہنے پر اتر آئے اور ہر طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکالیف اور مصائب پہنچانے لگے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رحمت اللعالمین ہونے کے ناطے تمام مذاہب اور انسانیت کے ساتھ حسن سلوک کی ایسی مثالیں قائم کیں جو قیامت کی صبح تک مینارہ نور ہیں اور لوگ ان سے روشنی لیتے رہیں گے۔

بعثت کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت کا کام شروع کیا اور مختلف سماج و مذاہب کے لوگوں کے ساتھ ملتے جلتے رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مذاہب کے ساتھ بہترین سماجی تعلقات قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اگرچہ ہجرت سے قبل مکی دور میں زیادہ تر تعلق اور لین دین مشرکین مکہ کے ساتھ ہی رہا کیونکہ مکہ مکرمہ اور اس کے ارد گرد زیادہ تر مشرکین ہی آباد تھے۔ البتہ اگر کسی حوالے سے باقی مذاہب جیسے عیسائی، یہودی یا صابی کے ساتھ تعلق رہا یا بنا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے ساتھ بھی بلا امتیاز مذہب انتہائی اچھے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی اور حسن سلوک کا ایک ایسا عملی مظاہرہ کیا کہ اس کی برکت سے دیگر مذاہب کے بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکی دور میں دیگر اہل مذاہب کے ساتھ ایسے تمام تعلقات استوار رکھے جو کسی بھی انسانی سماج میں استوار کیے جاتے ہیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیاسی قبائلی نظام میں بھی شرکت فرمائی۔ مکی دور رسالت میں کسی بھی مذہب کے افراد کے ساتھ اگر سماجی معاملہ درپیش آیا تو بلا امتیاز مذہب ان سے تعلقات و سلوک کو روا رکھا گیا۔

1۔ مکی دور میں یہودیوں کے ساتھ سماجی تعلقات:

عہد نبویؐ کے آغاز پر یہودی عرب کے ہر حصہ میں ملتے ہیں۔ بعض بستیوں میں کم تعداد میں جبکہ یثرب کے گردونواح میں بکثرت موجود تھے۔ مکہ مکرمہ میں یہ کم نظر آتے تھے البتہ مکہ مکرمہ کے آس پاس جو میلے لگتے تھے ان میں یہ شریک ہوا کرتے تھے۔

تاریخ وسیرت کی کتب میں مکی دور رسالت میں یہود کے ساتھ سماجی تعلقات کے حوالے سے کوئی خاص معلومات نہیں ملتیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آغاز دعوت پر سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قریبی رشتے داروں کو ڈرانے کا حکم تھا جبکہ بعد میں بھی مکہ مکرمہ اور گردونواح میں دعوت کا فریضہ سرانجام دیا جانے لگا۔ چنانچہ ہجرت مدینہ سے قبل جو 86 سورتیں نازل ہوئیں ان میں یہود سے براہ راست کہیں بھی خطاب نہیں۔ یا بنی اسرآئیل کے الفاظ سے خطاب سب سے پہلے سورہ بقرہ میں آیا ہے جو کہ نزول کے اعتبار سے 87 سورت ہے۔ مکی دور میں تخاطب کے لیے " یا بنی آدم " اور یاآیھا الناس کے الفاظ استعمال کیے جاتے تھے۔

2۔ مکی دور میں عیسائیوں کے ساتھ سماجی تعلقات:

جس زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی اس زمانے میں عرب کی زمین میں اکثر قدیم مذاہب کی نمائندگی موجود تھی۔ انہیں قدیم مذاہب میں نُصرانیت یا عیسائیت بھی تھی۔ اس مذہب کے پیروکاروں کی کثرت نجران کے علاقے میں آباد تھی۔ نجران کے علاوہ دیگر علاقوں میں بہت کم لوگ اس مذہب کے پیروکار تھے۔ مکہ مکرمہ میں ورقہ بن نوفل کے علاوہ کوئی شخص اس مذہب کا پیروکار نظر نہیں آتا۔ اس کی وجہ غالباً عربوں اور حبشہ سے آکر یمن پر قبضہ کرنے والے عیسائیوں کے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i21992020*

مابین شروع ہونے والی وہ کشمکش تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت عروج پر تھی اور جس کے تحت ابرہہ نامی حبشی حکمران نے بیت اللہ پر حملہ کرکے اسے منہدم کرنے کی ناکام کوشش کی۔

چناچہ مکی دور میں عیسائیت کے پیروکاروں کے ساتھ کوئی خاص سماجی روابط قائم نہ تھے البتہ ورقہ بن نوفل سے تعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے قائم ہوااور اس نے نہ صرف یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمت دلائی بلکہ یوں کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ اس نے اسلام اور اسلامی تعلیمات کی صداقت کا کھل کر اعتراف کیا۔

مکی دور میں ایک اور رحمدل عیسائی حکمران اصحمہ نجاشی " شاہ حبشہ "کے ساتھ بھی تعلقات کا عندیہ ملتا ہے۔ نجاشی ایک نیک دل اور انصاف پسند حکمران کے طور پر مشہور تھے ۔اس لیے مسلمانوں نے سارے عرب کو چھوڑ کر ہجرت کے لئے نجاشی کے ملک کو سب سے زیادہ محفوظ تصور کیا۔ نجاشی کے ساتھ مکی دور میں تعلقات کے حوالے سے تاریخ میں کوئی ٹھوس ثبوت تو میسر نہیں البتہ مشرکین کی طرف سے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو مسلمانوں کے مقابلہ میں نامراد واپس لوٹ آنا اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے کے نجاشی کے مسلمانوں کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہتر تعلقات و روابط تھے۔ [3]

3۔ مکی دور میں صابیوں کے ساتھ سماجی تعلقات :

صابی ایک قدیم فرقہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں اس فرقہ کا بڑازور شور تھا۔ شہر بابل اور نینوا کے لوگ بھی یہی مذہب رکھتے تھے، یہ معلوم نہیں کہ اس گروہ کی ابتداکب سے ہوئی، البتہ صابی لوگ پہلی صدی عیسوی سے جزیرہ عرب میں موجود تھے۔ چھٹی صدی عیسوی میں یعنی قبل از بعثت کے دور میں صابئیت کی کوئی خاص معلومات تاریخ کی کتب میں موجود نہیں ہیں۔قرآن کریم نے بھی صابئیوں کی کوئی خاص تفصیل بیان نہیں کی ہے۔ مفسرین وشارحین نے ان کے مذہب کے بارے میں کچھ اقوال اور تفسیری روایت جمع کی ہیں۔علاوہ ازیں ان کی بعثت یا قبل از بعثت موجودگی کا پتہ نہیں چلتا کہ وہ کس علاقہ میں یا کس سماجی و سیاسی حیثیت کے ساتھ موجود تھے ؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد تو صابی کی اصطلاح بھی مختلف فیہ ہو گئی کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کو صابی کہنے لگے اور ہر اس شخص کو جو مسلمان ہوتا صابی کہا جاتا یعنی اپنے مذہب کو چھوڑ کر نیا دین اپنانے والا ،اس لیے تاریخ صابئین کے ساتھ سماجی تعلقات کی معلومات کے اعتبار سے خاموش ہے۔

4۔ مکی دور میں مشرکین کے ساتھ سماجی تعلقات :

مکہ مکرمہ اور اس کے ارد گرد زیادہ تر مشرکین ہی آباد تھے اس لیے مکی دور میں زیادہ تر تعلقات اور سماجی روابط مشرکین کے ساتھ ہی رہے۔ مکی دور میں مشرکین کے ساتھ سماجی تعلقات کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ سفر ہجرت میں عبداللہ بن اریقط سے دلیل راہ کے طور پر خدمت لی گئی ،واضح رہے کہ اس وقت عبداللہ بن اریقط مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ مشرک تھے ۔اسی طرح عمرو بن امیہ الضمری سے سفارت کا کام بھی اس وقت لیا گیا جب کہ وہ مشرک تھے ۔ان واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ مکی دور میں مشرکین کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سماجی تعلقات بہت بہتر تھے ۔اسی طرح بعض مواقع پر مشرکین کا بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کا معاملہ رہا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلموں کا جوار حاصل کیا۔جوار عرب کی ایک سماجی رسم تھی جس میں کوئی شخص کسی طاقتور شخص کی پناہ حاصل کرتا تھا۔ اس رسم کا عرب معاشرے میں بڑااحترام تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطعم بن عدی کی جوار (یعنی پناہ) طائف کے سفر کے بعد حاصل کی۔ [4]

مدنی دور میں دیگر مذاہب کے ساتھ سماجی تعلقات :

اسلام نے جن اخلاقی اقدار کی تلقین کی ہے ان میں سماجی تعلقات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ساری زندگی اور خصوصاً مدنی عہد میں ایسے اقدامات کو پورے شعور اور سنجیدگی کے ساتھ فروغ دیا

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

جن کے مقاصد میں بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی ،مذہبی ہم آہنگی کی ترویج ،معاشرتی و معاشی امتیازات کا خاتمہ ، تعلیم ، صحت اور روزگار کے یکساں مواقع کی دستیابی اور پرامن انسانی معاشرے کی تشکیل کو اساسی حیثیت حاصل تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور سماجی تعلقات میں کسی مذہبی تفریق کو دخل حاصل نہیں تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماجی تعلقات کے میدان میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے جن پر تمام انسانی طبقات بجاطور پر فخر کر سکتے ہیں، خصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر مذاہب کی مذہبی آزادی اور دیگر بنیادی حقوق کے لیے جامع اور عالمگیر اقدامات کیے۔اس ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذہبی روش کی وضاحت اس حکم ربانی سے ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں۔ مسلمانوں نے ہمیشہ تبلیغ دین میں ہر قسم کے جبر سے گریز کیا ہے۔قرآنی تعلیمات کا ہی اثر تھا کہ مسلمانوں نے غیر مسلموں کے ساتھ بہترین سماجی تعلقات قائم کئے۔ان تعلقات کی گہرائی اور جذباتی نوعیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے غیر مسلموں کی طرف سے پیش کردہ تحائف کو شرف قبولیت سے نوازا،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے برتنوں میں کھایا،ان میں پیا،ان سے وضو کیا اور انہیں اپنی مسجد میں ٹھہرایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سماجی زندگی اس حقیقت کی عکاس ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر مذاہب کے لوگوں کو سماجی تعلقات کے دائرے میں لانے کی بھرپور کوششیں فرمائیں۔سیرت طیبہ کے مطالعہ سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست مدینہ میں ایسا متوازن سیاسی نظام وضع فرمایا جس سے غیر مسلموں کو کسی قسم کی تکلیف اور مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑا،نیز ان سے کیے جانے والے معاہدات کی پاسداری بھی کی جاتی رہی۔ یہود مدینہ ،ایلہ اور نجران کے غیر مسلموں سے ہونے والے معاہدات اس بیان کی خوبصورت مثالیں ہیں۔مدنی دور میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد مختلف مذاہب کے ساتھ تعلقات کا سلسلہ شروع ہوا۔

1۔ مدنی دور میں یہود کے ساتھ سماجی تعلقات:

یہودیوں کے مختلف قبائل مدینہ منورہ میں آباد تھے۔مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کے ساتھ خوشگوار سماجی تعلقات قائم کرنے کی غرض سے کئی ایک اقدامات کیے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1.1 خیر خواہی وحسن سلوک کا تعلق:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت تمام عالم کے لیے نمونہ اور قابل تقلید ہے جس سے دنیا کا کوئی بھی فرد بآسانی رہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انسانیت کی بنیاد پر دیگر اہل مذاہب کے ساتھ بھی مشفقانہ سلوک کا مظاہرہ کیا اور دنیا کے لیے کئی قابل عمل اور قابل قدر اصول چھوڑے۔

باہمی تعلقات میں جذبہ خیر خواہی بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی مبارک جذبے کے تحت غیر مسلموں کے ساتھ بھی خیر خواہی کا معاملہ فرماتے تھے۔مدنی دور میں اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف یہود و نصاریٰ کی سازشیں اور اسلام کو داغ دار کرنے کی ناپاک کوششیں،اسلام کے پیغام امن کو رتی برابر زد نہ پہنچا سکیں۔آپ نے دشمنوں کی بدسلوکی اور بدتمیزی کو اپنے حسن اخلاق سے ماند کردیا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟آپ نے فرمایا تم کھانا کھلایا کرو اور ہر کسی کو سلام کیا کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔[5]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i21992020*

یہود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور اپنے شاطر دماغوں سے کوئی نہ کوئی طریقہ آپ یا مسلمانوں کو تکلیف دینے کا ڈھونڈتے رہتے تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ ان کو نرمی سے جواب دیا اور اپنے اصحاب کو بھی نرمی کی تلقین فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں کہ ایک یہودی گروہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور انہوں نے شرارۃ اَلسّلامُ عَلَیکُم کے بجائے السّامُ عَلیکم "یعنی تم پر ہلاکت ہو" کہا مجھے سمجھ لگ گئی میں نے انہیں کہا کہ ہلاکت تم پر ہو اور انہیں ملامت کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ عنھا) ٹھہرو ! اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں نے انہیں جواب میں کہہ دیا تھا کہ "وَعَلَیکُم" یعنی تم پر ہو۔[6]

سماجی تعلقات میں ایک اہم نوعیت مریض کی عیادت ہے۔ بیمار پڑ جانے والے بھائی کی عیادت اور تیمارداری کرنا، اس کو راحت مہیا کرنا اور ان کے لیے کلمات خیر کہنا بھی بہت بڑی نیکی ہے۔ اس سے ہمدردی اور یگانگت کا اظہار ہوتا ہے۔ دیگر اہل مذاہب کی عیادت کا ثبوت ہمیں احادیث مبارکہ سے ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی لڑکے کی عیادت فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک یہودی لڑکا بیمار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر فرمانے لگے، اسلام لے آؤ، بچے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ باپ نے کہا ابوالقاسم کی بات مان لو۔ وہ بچہ اسلام لے آیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہتے ہوئے گھر سے نکلے " تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اسے آگ سے بچالیا"۔[7] اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنو نجار کے ایک شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جو غیر مسلم تھا۔[8] بنو نجار اسلام لانے سے پہلے یہودی مذہب پر تھے۔[9]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر مذاہب کے ساتھ تعلقات کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ یہود جیسے اسلام دشمن لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عدل وانصاف سے اس قدر متاثر اور مطمئن تھے کہ اپنا فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاتے تھے ۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک یہودی اور انصاری مسلمان پیغمبروں میں فضیلت پر بحث کر رہے تھے دوران بحث ایک یہودی نے موسی علیہ السلام کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دینے کی کوشش کی۔ انصاری مسلمان سے یہ بات برداشت نہ ہوئی اور اس نے یہودی کو تھپڑ رسید کر دیا چنانچہ یہودی نے اس کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدالت میں شکایت فرمائی۔ فریقین کے بیانات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقدمہ کا فیصلہ سنایا اور نصیحت کے طور پر کہا " دوسرے پیغمبروں پر میری فوقیت میں مبالغہ نہ کرو۔ بروز قیامت سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے ، میں جاگنے والوں میں سب سے پہلا ہوگا اور دیکھوں گا کہ موسی علیہ السلام خدا تعالیٰ کے تخت کے برابر کھڑے ہیں۔[10]

اسلام نازک سے نازک مواقع پر بھی عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنے دیتا۔ وہ کسی بھی طور پر یہ گوارہ نہیں کرتا کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بے انصافی برتی جائے۔ اس معاملے میں اسلام کا مزاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی احتساب کا معاملہ فرماتا ہے اور اگر کسی معاملے میں ذرا بھی لغزش دیکھے تو ٹوکتا ہے اور استغفار کا حکم دیتا ہے۔ علامہ ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا۔[11] (خیانت کرنے والوں کی پاسداری مت کرو) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے۔ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایک ذرہ چرالی تھی اور جب اندیشہ ہوا کہ چوری کھل جائے گی تو ایک یہودی کے گھر پھینک دی۔ جب یہودی کے گھر پائی گئی تو اس نے چوری سے انکار کیا اور اصل چور یہودی پر چوری کا الزام دھرنے لگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے یہودی کے مقابلے میں مسلمان کا ساتھ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسلمانوں کے قول کی طرف مائل ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصل واقعہ کی اطلاع فرمادی اور یہودی کو بری قرار دیا اور اس یہودی کے خلاف فیصلہ کرنے سے روک دیا اور استغفار کا حکم دیا۔[12]

اسلام اعلیٰ اخلاقی اقدار کی تعلیم دیتا ہے۔ دوسروں سے اظہار ہمدردی کرنا اور ان کی ترقی، راحت اور خوشحالی کی تمنا کرنا اور ان کے حق میں دعا قلبی سخاوت اور وسعت نظری کی علامت ہے۔ اس معاملے میں مسلم اور غیر مسلم سب شریک ہیں اور اس بات کو غیر مسلم بھی جانتے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ یہود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں زبردستی چھینکتے تھے تاکہ زبان مبارک سے ان کے حق میں یہ دعائیہ کلمات ادا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے یر حمکم اللہ کے الفاظ کے بجائے "یہدیکم اللہ و یصلح بالکم" یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں تائید سے نوازے ہوں تمہارے حالات درست کردے۔[13]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ دوہ کر پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حسین و جمیل رکھے، چناچہ مرتے دم تک اس کے بال سیاہ رہے، وہ تقریباً نوے سال تک زندہ رہا لیکن اس کے بالوں میں سفیدی نہیں آئی۔[14]

یہ مثالیں اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ اسلام کی تعلیمات سماجی پہلو پر مسلم و غیر مسلم فرق کے بغیر رہنمائی کرتی ہیں تاکہ معاشرے میں امن سکون قائم رہے، لوگ باہم ہمدرد و معاون بن سکیں۔ معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے اور سماج کی جملہ برائیاں، بدعنوانیوں کا قلع قمع ہو۔

1.2 تجارتی تعلق:

سماجی تعلقات میں تجارت اور لین دین کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔ تجارت کے سلسلے میں مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے ساتھ تعلقات بھی استوار کیے جا سکتے ہیں۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہود کے ساتھ تجارت کی۔ اگرچہ یہود کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات زیادہ دیر تک اچھے طریقے سے قائم نہ رہ سکے البتہ یہ بات واضح ہے کہ یہود مسلمانوں کے بازاروں میں اپنا مال و متاع لایا کرتے تھے اور اس کی کوئی ممانعت نہیں تھی۔ کسی بھی شخص کو کبھی مسلمانوں کے ساتھ کاروبار کرنے یا ان کے بازار میں بیٹھنے سے نہیں روکا گیا۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں بعض غیر مسلموں سے ریاست کے فنی امور میں کام لیا جاتا رہا۔

مدینہ طیبہ میں اگرچہ اسلام کو غلبہ حاصل تھا، تاہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماجی تعلقات کی غرض سے یہود کے ساتھ لین دین جاری رکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اشْتَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا، وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ.[15]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مدت کے لیے غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی لوہے کی زرہ رہن رکھی۔ اسی طرح کے تجارتی تعلقات وفات تک بھی قائم رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.[16]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔

مندرجہ بالا واقعات اس بات کے عکاس ہیں کہ سخت مذہبی دشمنی و تضاد کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بہتر سماجی تعلقات کے خواہاں تھے اور اس پر عمل پیرا تھے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

اگر کاروبار ناجائز طریقے سے نہ ہو تو دیگر مذاہب کے ساتھ کاروبار میں شرکت جائز ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ: اِعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر الیہود اِن یعملوہاو یزرعوہاولہم شطر ما یخرج منہا۔[17]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے یہود کو اس شرط کے ساتھ مقبوضہ زمین پر کاشت کی اجازت دی کہ انہیں پیداوار کا نصف ملے گا۔

اس واقعے سے واضح ہوتا ہے کہ کاروبار میں دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ شرکت کو اسلام نے روا رکھا ہے البتہ بعض فقہاء اس وجہ سے کراہت کا اظہار فرماتے ہیں کیونکہ غیر مسلم سود اور باقی حرام کاروبار بھی کرتے ہیں۔

بعض مواقع پر دیگر مذاہب کے لوگوں نے مسلمانوں کی طرف سے جنگ میں بھی حصہ لیا اور ان کو حاصل ہونے والے مال میں سے بھی حصہ دیا گیا۔اس سلسلہ میں محدثین کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ آیا وہ حصہ مال غنیمت تھا یا عطیہ کے طور پر دیا گیا تھا۔امام زہری کی روایت ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْهَمَ لِقَوْمٍ مِنْ الْيَهُودِ قَاتَلُوا مَعَهُ۔[18]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جن یہودیوں نے جنگ میں شرکت کی ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی حصہ دیا تھا۔

بیہقی کی روایت ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اسْتَعَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِيَهُودِ قَيْنُقَاعَ فَرَضَخَ لَهُمْ وَلَمْ يُسْهِمْ لَهُمْ.[19]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو قینقاع کے یہودیوں سے مدد لی تھی۔ان کو عطیہ دیا تھا، حصہ نہیں دیا تھا۔

درج بالا روایت سے یہ بات واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے یہود کے ساتھ سماجی تعلقات استوار تھے اور ان کو مختلف مواقع پر مال میں شریک کیا چاہیے وہ عطیات کے حوالے سے ہو یا غنیمت کے طور پر۔

1.3 دعوت شیراز:

سماجی تعلقات میں دعوت شیراز کو خاص دخل ہے۔اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے کھانے کو مسلمانوں کے لئے حلال فرما کر گویا خود ان کے درمیان تعلقات کی راہ ہموار فرمادی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ۔[20]

ترجمہ: اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا کھانا اور ذبیحہ جائز ہے بشرطیہ کہ کھانا بنیادی طور پر حلال اشیاء پر مشتمل ہو اور ذبائح پر بھی اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر عزیر علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام پکارا گیا ہو تو حلال نہیں ہو گا کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

(وَلا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ"۔[21]

ترجمہ: جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر یہود کے افراد کی دعوت شیراز بھی قبول فرمائی۔غزوہ خیبر کے موقع پر ایک یہودی سردار سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی اور بکرے کی دستی میں زہر ملا دیا۔اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھی بشر بن براء کا اسی کھانے سے انتقال ہو گیا۔[22]

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض مواقع پر یہود کی دعوت شیراز کو بھی قبول فرمایا۔

1.4 معاہدات:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i21992020*

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ بلاامتیاز مذہب انسانیت کی فلاح کی خاطر اقدامات فرمائے چناچہ ہجرت کے دوسرے سال میں مدینہ منورہ میں اسلام کے سب سے بڑے اور خطرناک دشمن یہود سے بھی تعلقات استوار کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں فرمائی اور ان کے ساتھ باہمی تعلقات کی غرض سے ایک معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ میثاق یا معاہدہ دنیا کا پہلا دستور تھا اور اس معاہدہ کے ذریعے سے جہاں قبائل یہود کو داخلی خود مختاری دی گئی وہاں قدیم رسم ورواج کو برقرار رکھا گیا اور سب سے بڑھ کر مدینہ کے دفاع کو بھی یقینی بنایا گیا۔

2۔ مدنی دور میں عیسائیت کے ساتھ سماجی تعلقات:

عہد مدنی میں اسلامی ریاست پھیلتی گئی اور یوں مختلف علاقوں اور مذاہب کے لوگوں کے ساتھ تعلقات میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔مدنی دور رسالت میں عیسائیوں کے کئی ایک وفود بھی بارگاہ رسالت میں حاضر خدمت ہوئے۔علاوہ ازیں اسلامی ریاست کی وسعت کی وجہ سے مختلف علاقوں کے عیسائیوں کے ساتھ کئی جہتوں سے سماجی تعلقات استوار ہوئے۔

2.1 تحائف کا تبادلہ:

تحفے تحائف کا تبادلہ سماجی اور معاشرتی زندگی کا ایک خوشگوار عمل ہے۔اس سے تعلقات کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے ۔بعض اوقات اس سے سیاسی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں ،اجتماعی زندگی میں تو تحائف کے لین دین اور تبادلے کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔احادیث میں غیر مسلموں کو تحفے دینے اور ان کے تحفے قبول کرنے کا ثبوت موجود ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: تہادوا فإن الهدية تذهب وحر الصدر۔[23]

ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ دیا کرو اس لئے کہ یہ سینے کی عداوت کو دور کرتے ہیں۔یہ حکم عام ہے اس سے غیر مسلم خارج نہیں بلکہ ان سے بھی ہدایا کا تبادلہ کیا جانا چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان معاملات میں آپ صلی اللہ وسلم کا اسوہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور اس کے عوض ہدیہ دیتے۔[24] امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے" باب قبول الھدایہ من المشرکین۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیر مسلم سلاطین اور سربراہان مملکت نے تحفے پیش کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمائے اور بعض مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی ان کو تحائف عنایت فرمائے۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایلہ کے بادشاہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سفید خچر تحفہ میں دیا اور ایک خوبصورت چادر پہنائی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انھیں ان کے علاقے کا امان نامہ لکھ دیا۔[25]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: إن أكيدر دومة أهدى إلى النبي صلى الله عليه و سلم۔[26]

"اکیدر دومتہ[27]" نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ بھیجا تھا۔

2.2 **عدل وانصاف:**

اسلامی حکومت میں مسلمان اور دیگر مذاہب قانون کی نظر میں برابر ہیں۔دنیا میں کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ فاتح قوم نے مفتوح قوم کو قانون میں اپنے برابر قرار دیا ہو۔یہ امتیاز بھی صرف اور صرف اسلام کو حاصل ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل نجران عیسائیوں کو یہ تحریر فرما دیا تھا کہ ان میں سے اگر کوئی حق کا دعوی لے کر حاضر ہوا تو اس کے ساتھ غیر جانبدارانہ انصاف کیا جائے گا۔[28] اسی طرح معاہدے میں یہ بھی درج تھا کہ عیسائیوں کے خالص مذہبی امور میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔[29]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

2.3 ازدواجی تعلقات :

اسلام نے دیگر مذاہب کے ساتھ سماجی تعلقات میں یہاں تک رعایت برتی ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ نکاح کی بھی اجازت دے دی۔ نکاح ایک عظیم معاشرتی بندھن ہے جس سے معاشرہ اور خاندان کے درمیان تعلقات کا نیا دور شروع ہوتا ہے ۔ نکاح کی اجازت کے ضمن میں ارشاد خداوندی ہے :

(وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ)[30]

حلال پاک دامن عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئ۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اکثر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ ذمی یعنی یہود و نصاریٰ سے نکاح یا زوجیت جائز ہے۔[31] علامہ جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک یہود و نصاریٰ کی عفیف و پاک دامن عورتوں سے نکاح جائز ہے۔[32]

3۔ مدنی دور میں مشرکین کے ساتھ سماجی تعلقات :

مشرکین کے ظلم و ستم کی وجہ سے ہجرت پہ مجبور ہو جانے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ سماجی تعلقات اپنی طرف سے ختم نہیں کیے۔ مدنی دور رسالت میں مشرکین کے ساتھ تعلقات کی کئی جہتیں ہیں :

3.1 خیر خواہی و حسن سلوک کا تعلق :

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیگر اہل مذاہب سے خیر خواہی، حسن سلوک، رواداری اور ان کے حقوق کا تحفظ صرف عام حالات میں ہی نہیں کیا بلکہ جنگ کی حالت میں بھی اس کا عملی نمونہ پیش کرکے دکھایا جنگ میں آج بھی قومیں ہر طرح کی فریب دہی کو جائز سمجھتی ہیں اور دشمن کو پسپا کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں اس جنگی حالت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خیر خواہی و حسن سلوک کی ایسی اعلیٰ مثالیں قائم کیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر جب مسلمانوں نے پانی کے چشمہ پر پڑاوٗ ڈال لیا تو باوجود حالت جنگ کے جب دشمن پانی لینے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا انہیں پانی لے لینے دو۔[33]

اسی طرح حالت جنگ میں فرمایا کہ کسی غیر مسلم کی لاش کا مثلہ نہ کیا جائے اسے باندھ کر نہ مارا جائے اسے جلایا نہ جائے وغیرہ وغیرہ یعنی اس کے ساتھ کوئی ایسی زیادتی نہ کی جائے جو احترام انسانیت کے منافی ہو۔ وَلَا تَمْثُلُوا "مثلہ نہ کرو" جب کہ عربوں میں مثلہ کی رسم عام تھی۔ یعنی جنگ میں دشمن کی لاشوں کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر ان کا منہ بگاڑ دینا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی تاکید سے فرمایا کہ وَلَا تَمْثُلُوا کہ تم مثلہ نہ کرو۔ یوں غیر مسلموں کے مردوں کا بھی احترام برقرار رکھا۔[34]

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک غزوہ میں شریک تھے۔ مجاہدین اسلام لڑتے رہے یہاں تک کہ دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو گیا پھر انھوں نے مشرکوں کو بہت زیادہ قتل کیا۔ اسی درمیان بعض مجاہدین نے کچھ بچوں کو بھی قتل کرڈالا۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تعجب ہے ان لوگوں پر جن کے قتل کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے بچوں تک کو قتل کرڈالا آخر انھیں کیا ہو گیا! خبردار! بچوں کو ہرگز ہرگز قتل نہ کرنا! خبردار! بچوں کو ہرگز ہرگز قتل نہ کرنا!، عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیوں کیا وہ مشرکوں کے بچے نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے جو آج ان سے اچھے لوگ ہیں کیا کل یہ بھی مشرکوں کے بچے نہیں تھے؟۔[35]

بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کرنے کے بعد اس کے ساتھ اتنی خیر خواہی اور حسن سلوک سے پیش آیا گیا کہ وہ متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوا۔[36]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

ابوالعاص کے قافلے کا مال جب چھن گیا اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا گیا تو ابوالعاص بھاگ کر مدینہ آ گئے اور مال کے حصول کی خاطر اپنی بیوی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پناہ طلب کی۔انہوں نے پناہ دے دی اور صبح کی نماز کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی لوگوں کو اس بات سے مطلع فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنے چھینے ہوئے مال کی خاطر مدینہ آئے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جمع فرما کر ابولعاص کے لئے لوگوں سے سفارش کی۔اس وقت ابوالعاص نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور مشرکین مکہ کے عقیدے پر تھے لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اور مہربانی تھی کہ ایک مشرک کے لیے اتنی خیر خواہی کا معاملہ فرمایا۔[37]

جنگ بدر کے قیدیوں میں ایک شاعر ابو عزہ عمر بن عبداللہ بھی تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جانتے ہیں کہ میں غریب اور کثیر العیال ہوں ،آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو امان دی۔[38]

غزوہ بدر کے موقع پر قیدیوں کو رہا کرنے کے مشورے پر عمل کرنا بھی دراصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشرکین مکہ سے بہتر سماجی تعلقات کا نتیجہ تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین قیدیوں کے ساتھ قیدیوں جیسا نہیں بلکہ مہمانوں جیسا سلوک فرمایا اور اہل مدینہ نے ان کے لیے اپنے بچوں سے زیادہ آسائش کا انتظام کیا۔

عزت واحترام ہر شخص کا بنیادی حق ہے۔اسلام انسانیت کے احترام کا درس دیتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت اس امر کی شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمام مذاہب کے ساتھ احترام انسانیت کا سلوک فرمایا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص بیان کرتے ہیں: أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ لِيَكُونَ أَرَقَّ لِقُلُوبِهِمْ۔[39]

قبیلہ ثقیف کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مسجد میں ٹھہرایا تاکہ ان کے دل نرم پڑیں۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ احترام انسانیت کا تعلق ، کئی مواقع پر غیر مسلموں کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا سبب بنا۔ دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیر خواہی کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوئی ایسی بات گوارانہ تھی جو انسانیت کی تکریم کے منافی ہو۔

3.2 دعا کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بلاامتیاز رنگ ومذہب تمام انسانیت سے سچی ہمدردی تھی اور آپ کی حد درجہ خواہش تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ ' کا پیغام سنیں اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہوں۔اس لیے مسلسل ان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعائیں کیا کرتے تھے اور بخشش مانگا کرتے تھے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ»۔[40]

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ لوگ مجھے جانتے نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا :يَا رَسُولَ اللَّهِ،ادْعُ اللَّهَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ،قَالَ:«إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا،وَلَكِنْ بُعِثْتُ رَحْمَةً»[41]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i21992020*

یارسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم مشرکین کے خلاف بد دعا کر دیں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مشرک والدہ کے لیے دعا کی جس کی برکت سے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔[42]

طفیل بن عمروالدوسی اور ان کے ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

یارسول اللہ إن دوساعصت وابت فادع اللہ علیہا فقیل ہلکت دوس قال (اللہم اہد دوساوات بہم۔[43]

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! دوس قبیلے نے اسلام کی دعوت کا انکار کر دیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خلاف بد دعا کریں۔ کسی نے کہا کہ اب تو دوس قبیلہ ہلاک ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس طرح دعا کی کہ اے اللہ! تُو دوس قبیلے کو ہدایت دے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہمیں ثقیب کے تیروں نے چھلنی کر دیا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے خلاف بد دعا کریں۔آپ نے اس طرح دعا فرمائی: "اَللّٰھُمَّ اھدِ ثَقِیفًا"[44] "اے اللہ تُو ثقیف (قبیلہ) کو ہدایت دے"۔

مشرکین کو جب قحط کا سامنا کرنا پڑا تو ابوسفیان کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا کی اور مسلسل سات دنوں تک ابر رحمت ان پر اس قدر برسا یہاں تک کہ لوگوں نے بارش کی زیادتی و تکلیف سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آگاہ کیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ دعا کی "اَللّٰھُمَّ حوالَینا وَلَاعَلَینَا۔ اے اللہ! ہمارے ارد گرد برسا اور ہم پر نہ برسا۔" اس پر بادل ان کے سر سے چھٹ گئے اور ارد گرد کے علاقوں کو سیراب کرنے لگے۔[45]

3.3 معاہدات کی پاسداری:

مدنی دور میں مشرکین کے ساتھ سماجی تعلقات کو مزید مستحکم کرنے کی غرض سے جو اہم ترین معاہدہ طے پایا، تاریخ میں اسے صلح حدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس معاہدے میں بظاہر شرائط مسلمانوں کے حق میں نہ تھیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے فتح مبین قرار دیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے دوررس نتائج بھی برآمد ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مزاج مبارک تھا کہ جب جنگ اور صلح میں کسی ایک بات کو اختیار کرنے کا موقع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ صلح کا راستہ اختیار فرماتے تھے۔ معاہدہ حدیبیہ کی وجہ سے مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان سماجی تعلقات کا ایک نیا باب شروع ہوا جو کہ نہ صرف اسلام کے پھیلنے کا سبب بنا بلکہ فتح مکہ کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوا۔

مدنی دور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاامتیاز تمام مذاہب کے لوگوں کے ساتھ کیے گئے معاہدات کی مکمل پاسداری فرمائی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ابھی صلح نامہ لکھا جارہا تھا کے ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے آئے تو ان کے والد سہیل نے کہا کہ آپ اس کو ضرور ہمارے حوالے کریں گے۔ کیونکہ معاہدے میں یہ بات طے ہو گئی ہے کہ مکہ سے جو شخص بھی مدینہ آئے گا اس کو واپس کر دیا جائے گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاہدہ کی پاسداری کرتے ہوئے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سہیل اور مشرکین مکہ کے حوالے کر دیا اور ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی کہ صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی سبیل نکالے گا۔ فَرَدَّ یَومَئِذٍ اَبَا جَندَلٍ إِلَی أَبِیہِ سُہَیلِ بنِ عَمرٍو، وَلَم یَأتِہِ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّہُ فِی تِلکَ المُدَّۃِ۔[46] اس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے باپ سہیل بن عمرو کے حوالے کر دیا (اس مدت میں) مردوں میں سے جو بھی آیا اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپس بھیج دیا، چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i21992020*

ایک مشرک کے ساتھ کیے گئے معاہدے کا لحاظ اور پاس رکھنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز عمل اس بات کا آئینہ دار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کی شدید مخالفت اور دشمنی کے باوجود ان کے ساتھ بہتر تعلقات کے خواہاں رہے۔

3.4 اظہار اعتماد:

غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کے بعد قریش نے ایک وفد حبشہ بھیجا تاکہ وہاں کے مسلمانوں کے لئے مشکلات پیدا کی جاسکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مشرک عمر بن امیہ ضمری کو اپنا سفیر بنا کر حبشہ کے مسلمانوں کی سفارش کے لیے بھیجا۔ یعنی عمر بن امیہ ضمری پر اس وقت اظہار اعتماد کیا گیا جب کہ اس نے اسلام بھی قبول نہیں کیا تھا۔[47]

3.5 دعوت شیراز:

کھانا کھلانے کو بہترین دین قرار دیا گیا ہے۔ اس میں مذہب کی کوئی تفریق حائل نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس بات کا عملی مظاہرہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ بنو ثقیف کا ایک وفد جو ابھی اسلام نہیں لایا تھا، ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں ٹھہرایا اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے کھانے کے انتظام کے لیے مقرر فرمایا۔[48]

3.6 تبادلہ آراء وافکار:

سماجی تعلقات میں آراء وافکار کا تبادلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ کئی مواقع پر مختلف مذاہب کے لوگوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آراء وافکار کے حوالے سے تبادلہ خیال ہوا اور اس کے دوررس نتائج مرتب ہوئے۔ فتح مکہ کے موقع پر قریش کے مشہور سردار امیہ بن خلف کے بیٹے صفوان بن امیہ بھاگ گئے تھے اور جب ان کو امان دی گئی تو وہ واپس تشریف لائے اور اسلام لانے کے حوالے سے ان کو 4 ماہ کی مہلت دی گئی اور ان کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آراء وافکار کا تبادلہ ہوا اور تعلقات کی نوعیت یہاں تک پہنچی کہ غزوہ حنین میں انہوں نے مسلمانوں کو جنگی سامان مستعار دے دیا اور مسلمانوں کی فتح کا جشن بھی منایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کو سو اونٹ عطا فرمائے۔[49]

3.7 تجارتی تعلق:

سماجی تعلقات میں تجارت اور لین دین کی اہمیت مسلمہ ہے اور تجارتی تعلق کسی بھی مذہب کے افراد کے ساتھ استوار کیا جا سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مختلف مواقع پر دیگر مذاہب کے لوگوں سے خرید وفروخت کے معاملات فرمائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ مشرک، جو پراگندہ بال اور دراز قد تھا، کچھ بکریاں لے کر پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے سوال کیا کہ کیا یہ فروخت کے لیے ہیں یا تحفہ ہیں؟ اس نے کہا کہ فروخت کے لئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ایک بکری خریدی

[50]۔

اس واقعہ سے بظاہر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک مشرک سے بکری صرف اور صرف سماجی تعلقات قائم کرنے یا ان تعلقات کو بہتر کرنے کی خاطر خریدی ہو گی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ خرید وفروخت کسی بھی مسلمان سے کر سکتے تھے۔

3.10 پہلے سے قائم رشتہ داری نبھانے کا تعلق:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i21992020*

اسلام دیگر مذاہب سے وابستہ رشتے داروں سے سماجی تعلقات کے حوالے سے ٹھوس اور مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے ۔قرآن کریم میں جہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے وہاں یہ تخصیص نہیں ہے کہ والدین بھی اہل ایمان ہوں بلکہ عمومی حکم ہے جس میں مشرک کافر اور دیگر مذاہب کے والدین بھی شامل ہیں۔اللہ تعالیٰ نے وان جاھداک (اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں ہے) کے الفاظ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حسن سلوک کا یہ حکم مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لیے ہے۔پھر یہ فرمایا کہ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا۔[51]
(دنیا میں ان کے ساتھ معروف یعنی نیکی کا برتاؤ رکھو) اس حکم کو موکد اور مستحکم کر دیتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی ہے کہ آدمی کے والدین چاہے مسلمان ہو یا کافر ان کا نان و نفقہ اس پر واجب ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر والدین کے ساتھ بھی برتاؤ میں معروف کی پابندی کا حکم دیا ہے۔کافر والدین کا انتقال ہو جائے تو مسلمان اولاد ضرورت پر ان کے کفن دفن کا انتظام کر سکتی ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مرض ابو طالب فجاءہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یعودہ۔[52]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب بیمار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی۔جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اطلاع دی اور دریافت فرمایا کے انہیں کون دفن کرے گا؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اپنے باپ کو دفن کرو، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ وہ تو مشرک تھے اور ہدایت سے محروم تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ، ثُمَّ لَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا، حَتَّى تَأْتِيَنِي» فَذَهَبْتُ فَوَارَيْتُهُ وَجِئْتُهُ فَأَمَرَنِي فَاغْتَسَلْتُ وَدَعَا لِي۔[53]
جاؤ اور اپنے باپ کو دفن کرو، پھر اور کوئی کام کیے بغیر سیدھے میرے پاس آؤ۔میں گیا انہیں دفن کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے غسل کا حکم دیا اور دعا دی۔

نتائج بحث:

عہد رسالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ دیگر اہل مذاہب کے ساتھ حسن سلوک اور بہترین سماجی تعلقات قائم رکھے۔

1۔ عہد رسالت میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا زیادہ تر تعلق یہود، عیسائیوں اور مشرکین کے ساتھ رہا۔
2۔ مکی دور رسالت میں یہود و نصاریٰ سے کوئی خاص تعلق قائم نہ ہوا کیونکہ اس وقت ان سے کوئی خاص معاملات پیش نہ آئے تھے۔
3۔ مکی دور میں زیادہ تر مشرکین کے ساتھ تعلق رہا، جس میں ان کے ساتھ تعلقات کو حتیٰ الوسع بہتر بنانے کی کوشش کی گئی۔عبداللہ بن اریقط اور عمرو بن امیہ ضمری سے خدمات لیا جانا اس سلسلہ کی کڑی تھیں۔
4۔ مدنی دور میں یہود و نصاریٰ اور دیگر مذاہب کے ساتھ بھی سماجی تعلقات قائم ہوئے۔
5۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کی غرض سے ان کے ساتھ کئی مواقع پر خیر خواہی اور حسن سلوک کا معاملہ فرمایا۔
6۔ یہود و نصاریٰ سے معاہدات کئے گئے، تجارتی تعلقات استوار ہوئے،ان کی کھانے کی دعوتیں بھی قبول کی گئیں اور ان کے مریضوں کی عیادت بھی کی گئی۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

7۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تحائف کا تبادلہ، ازدواجی تعلقات اور ہر طرح کے سماجی تعلقات بہتر سے بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

8۔ مدنی دور رسالت میں مشرکین کے ساتھ خیر خواہی کا سلوک برتا گیا،ان کے ساتھ معاہدات کی پاسداری کی جاتی رہی ، تجارتی تعلقات قائم کیے گئے۔

9۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سماجی معاملات میں بھی بلا تفریق مذہب معاملات کو سلجھانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے تھے۔

10۔ عصر حاضر کے مسلمانوں کے دیگر مذاہب کے ساتھ سماجی روابط و تعلقات کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نہ صرف بہترین نمونہ ہے، بلکہ حجت بھی ہے۔

11۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مذاہب کے تمام پیروکاروں کے ہر معاملہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

12۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لیے عموماً اور اہل عرب کے لیے خصوصاً سراپا رحمت تھے۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1]۔ الممتحنة:8

[2]۔ البقرة:256

[3]۔ شامی، محمدبن یوسف، سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد(بیروت:دارالکتب العلمیه،1414ھ)ج4،ص73

[4]۔ حسين بن محمد بن الحسن، تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس(بيروت: دار صادر،س ن)ج1،ص303

[5]۔ اس حدیث کو درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

بخاری،محمدبن اسماعیل،صحیح بخاری (تحقيق: مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة-جامعة دمشق)(بیروت: دارابن کثیر،1407ھ) كتاب الايمان ،باب اطعام الطعام من الاسلام ،حدیث نمبر:12

مسلم، محمدبن مسلم، صحیح مسلم (بیروت:دارالجیل، س ن) باب بيان تفاضل الإسلام وأى أموره أفضل ،حدیث نمبر:169

ابن ماجه،محمد بن يزيد ،سنن ابن ماجه(تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي)(بيروت: دار الفكر،س ن) باب إطعام الطعام،حدیث نمبر:3253

احمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل ، مسند الإمام أحمد بن حنبل(تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون)(مؤسسة الرسالة ۔1421ھ)حدیث نمبر:6581

ابن حبان،محمدبن حبان بن احمد، صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان المعروف صحيح ابن حبان(تحقيق: شعيب الأرنؤوط)(بیروت: مؤسسة الرسالة،1414ھ) ذكر البيان بأن إطعام الطعام، وإفشاء السلام من الإسلام ، حدیث نمبر:505

طبرانی،سلیمان بن احمد،المعجم الكبير(تحقيق،حمدي بن عبدالمجيدالسلفي)(قاہرہ:مكتبةابن تيمية،1415ھ)حدیث:149

ابوداؤد،سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود(تحقيق:محمد محيي الدين عبد الحميد)(بيروت: دار الفكر،س ن) **باب في إفشاء السلام**،حدیث:5194

نسائی،احمد بن شعیب،سنن النسائي الكبرى،باب أي الإسلام خير(تحقيق:عبد الغفار سليمان البنداري,سيد كسروي حسن) (بيروت:دار الكتب العلمية،1411ھ) حدیث:11731

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

[6]- اس حدیث کو درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

صحیح بخاری،کتاب الادب ،باب الرفق فی الامر کله،حدیث نمبر:5678

ابن همام، أبو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني،مصنف عبد الرزاق(تحقيق :حبيب الرحمن الأعظمي) (بیروت: مکتب اسلامی،1403ھ)حدیث نمبر: 19460

سنن النسائي الكبرى،باب ما يقول لأهل الكتاب إذا سلموا عليه وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك،حدیث نمبر: 10214

أبو محمد، عبد بن حميد بن نصر،مسند عبد بن حميد (تحقيق : صبحي البدري السامرائي , محمود محمد خليل الصعيدي)حدیث نمبر:1471

[7]- صحیح بخاری،کتاب الجنائز، **باب إذا أسلم الصبي فمات هل يصلى عليه وهل يعرض على الصبي الإسلام** ،حدیث نمبر: 1290

بغوی،حسين بن مسعود،شرح السنة(تحقيق، شعيب الأرناؤوط - محمد زهير الشاويش)(بيروت: المكتب الإسلامي،1403ھ)ج1،ص105

جامع الاصول،ج6،ص4900

شافعی،يحيى بن مري بن حسن بن حسين ،خلاصة الأحكام في مهمات السنن وقواعد الإسلام(تحقيق، حسين إسماعيل الجمل) (بيروت: مؤسسة الرسالة،1418ھ)ج2،ص909

[8]- مسند احمد، حدیث نمبر: 12543

[9]- قاسم محمود،اسلامی انسائیکلوپیڈیا ،(لاہور:مکتبہ الفیصل ،س ن)ص1405

[10]- صحیح بخاری ، کتاب التفسیر ،حدیث نمبر: 4362

[11]- نساء : 105

[12]- جصاص،احمدبن علی ،حکام القرآن(بیروت:دارالکتب العلمیه ،1415ھ) ج 2،ص 350

[13]- سنن ابی داؤد،کتاب الآداب، باب کیف یشمت الذمی (بیروت: دار الفکر، س ن)حدیث نمبر :5038

[14]- مصنف عبدالرزاق،کتاب اهل الکتابین،باب السلام علی اهل الشرک والدعاء لهم حدیث نمبر:19462

[15]-اس حدیث کو امام مسلم نےصحیح مسلم میں روایت کیا ہے۔باب الرهن(بیروت:دارالجیل،1334ھ)حدیث نمبر:4122

[16]-اس حدیث کو درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

صحیح بخاری، كتاب الجهاد والسير،باب ما قيل في درع النبي صلى الله عليه وسلم، والقميص في الحرب،حدیث نمبر:2759

صحیح ابن حبان، ذكر خبر قد شنع به بعض المعطلة على أهل الحديث حيث حرموا التوفيق لإدراك معناه،حدیث نمبر: 5936

مسند احمد میں اسی طرح کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور اس میں آخر پر أَخَذَهُ طَعَامًا لِأَهْلِهِ (اس کے بدلے اپنے گھروالوں کےلیے غله لیا تھا) کا اضافه ہے۔مسنداحمد،حدیث نمبر:3409

نسائی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آخر میں لِأَهْلِهِ کا اضافه ہے(سنن نسائی،حدیث نمبر:4651)

[17]- بخاری،كتاب الشركة،باب مشاركة الذمي والمشركين في المزارعة،حدیث نمبر:2366

[18]- سنن ترمذی،كتاب السير عن رسول الله صلى الله عليه وسلم،باب ما جاء في أهل الذمة يغزون مع المسلمين هل يسهم لهم،حدیث نمبر:1558

[19]- بیهقی،أحمد بن الحسين بن علي بن موسى،السنن الکبری(تحقيق: محمد عبد القادر عطا)،**باب ما جاء في الاستعانة بالمشركين** (بیروت:دارالکتب العلمیه،1424ھ)حدیث نمبر:17877

[20]- المائده:5

[21]- الانعام:121

[22]- ابن هشام،عبد الملك بن هشام بن أيوب،السيرة النبوية لابن هشام(بيروت: دار الجيل،1411ھ) ج4،ص30

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

[23]۔ سنن ترمذی،کتاب الولاء والهبة عن رسول الله صلى الله عليه و سلم ،باب في حث النبي صلى الله عليه و سلم على التهادي،حدیث نمبر: 2130

[24]۔ صحیح بخاری،كتاب الهبة وفضلها،باب المكافأة في الهبة،حدیث نمبر: 2445

[25]۔ صحیح بخاری،كتاب الخمس،باب إذا وادع الإمام ملك القرية هل يكون ذلك لبقيتهم ؟حدیث نمبر:2990

[26]۔ صحیح بخاری،كتاب الهبة وفضلها،باب قبول الهدية من المشركين،حدیث نمبر: 2473

[27]۔ اس کا نام اکیدر بن عبدالمالک الکندی تھا ۔اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیج کر صلح کی لیکن اسلام نہیں لایا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مته محاصرہ کیا تو دوران جنگ مارا گیا ۔(اسعدالغابہ۔ ج1 ،ص1 35)

[28]۔ ابن حزم،ابو محمد علی بن احمد بن سعید،جمهرة انساب العرب(بیروت: دارالکتب العلمیه، 1406ھ) ص269

[29]۔ ابن خلدون ،عبدالرحمن،مقدمہ ابن خلدون (مکہ مکرمہ:مکتبہ دارلباز، 1993ء) ص3 32

[30]۔ المائدہ : 5

[31]۔ رازی،فخرالدین، تفسیرکبیر(بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1420ھ)ج11،ص294

[32]۔ احکام القرآن، ج2،ص408

[33]۔ ابن ہشام،عبدالمالک بن ہشام،السيرة النبوية لابن هشام(تحقیق،طه عبد الرءوف سعد(بیروت:دار الجيل ، 1411ھ) ،ج3،ص169

[34]۔ سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب وصية الامام،حدیث نمبر:2857

[35]۔ سنن النسائي الكبرى،حدیث نمبر:8616

[36]۔ صحیح بخاری، كتاب المغازي، باب وفد بني حنيفة وحديث ثمامة بن أثال،حدیث نمبر:4114

[37]۔ السيرة النبوية لابن هشام،ج3،ص209

[38]۔ ایضاً،ج4،ص6

[39]۔ اس حدیث کو درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

سنن ابی داؤد،کتاب الخراج ،باب ماجاءفی خبر طائف،حدیث نمبر:3026

المعجم الکبیر لطبرانی،حدیث نمبر: 8372

[40]۔صحيح ابن حبان، ذكر ما يجب على المرء الدعاء على أعدائه بما فيه ترك حظ نفسه،حدیث نمبر:973
طبرانی نے یہ روایت لفظ يَومَ أُحُدٍ کے اضافہ کے ساتھ سہل بن ساعدی سے نقل کی ہے۔المعجم الکبیر،حدیث نمبر:5694
بیہقی، أحمد بن الحسين بن علي،شعب الإيمان(تحقيق:الدكتور عبد العلي عبد الحميد حامد) فصل في بيان النبي صلى الله عليه وسلم وفصاحته (رياض: مكتبة الرشد، 1423ھ)حدیث نمبر:1376

[41]۔ اس حدیث کوامام بخاری نےالادب المفردمیں روایت کیا ہے۔(تحقیق:محمد فواد الباقی)باب لعن الكافر،(بیروت:دارالبشائرالاسلامیه،1409ھ)حدیث نمبر :321

[42]۔ اس حدیث کو امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے ۔کتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل ابی هریر رضی الله عنه،حدیث نمبر:6551

[43]۔ صحیح البخاری ،کتاب الجهاد والسير، باب الدعاء للمشركين بالهدى ليتألفهم،حدیث نمبر:2779

[44]۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب ،باب مناقب فی ثقیف و بنی حنیف،حدیث نمبر:3877

اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے۔(تحقيق: شعيب الأرنؤوط،عادل مرشد، وآخرون)(بيروت: مؤسسة الرسالة،1421ھ)حدیث نمبر: 14702

اس حدیث کو ابن أبي شيبة نے مصنف میں روایت کیا ہے۔باب **ما جاء في ثقيف(رياض:** مكتبة الرشد،1409ھ)حدیث نمبر: 32496

[45]۔ صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء ، باب اذا استشفع المشركون بالمسلمين، حدیث نمبر:974

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i21992020***

[46]۔ اس حدیث کو درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب مایجوز من الشروط فی الاسلام،حدیث نمبر:2564

سنن الکبریٰ،کتاب الشروط،حدیث نمبر: 11748

المعجم الکبیرلطبرانی،حدیث نمبر:15

[47]۔ غازی،محموداحمد،محاضرت سیرت (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران،2009ء)ص 358

حمیداللہ(ڈاکٹر)،خطبات بہاولپور(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی ،2007ء) ص372

[48]۔ ابن کثیر،اسماعیل بن عمر،البدایہ والنہایہ(بیروت:داراحیاء التراث العربی، 1408ھ) ج5 ،ص36

[49]۔ تمیمی،عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرت النبیؐ (ریاض:دارالسلام ،1417ھ)ص4

[50]۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع ،باب الشراء والبیع مع المشرکین واہل الحرب،حدیث نمبر:2103

[51]۔ لقمان:15

[52]۔ مصنف عبد الرزاق،حدیث نمبر:9924

[53]۔ سنن ابو داود، کتاب الجنائز ، باب الرجل یموت لہ قرابۃ مشرک،حدیث نمبر:3214

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).